سیاحت نامہ روس: مصنف احمد بن فضلان - مترجم: نذیر حسین۔

صفحات: ۸۰ - سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ - شائع کردہ: نقاش اکاڈمی - ۹ کوپر روڈ - لاہور۔
مجلد قیمت: دو روپے۔

اسلام اپنے متبعین کو انسانیت کے لئے حیات بخش عقیدہ و پیغام ہی نہیں بخشتا۔ بلکہ اس عقیدہ و پیغام انسانیت میں عام کرنے کی گراں قدر ذمہ داری بھی سونپتا ہے۔ جب تک مسلمان اپنی ذمہ داری محسوس کرتے رہے، پر جمود و سکون حرام ہوگیا تھا اور وہ زندہ و متحرک طاقت بن کر دنیا کو حیات بخش پیغام پہنچانے کے لئے مسلسل یاد کرتے رہے۔ انھوں نے دنیا کی مظلوم اقوام کے حالات معلوم کرنے، انہیں مظالم سے نجات دلانے، ان ـ اسلام کی دعوت پہنچانے کے لئے جو مختلف طریقے اختیار کئے تھے۔ ان میں سیاحت ایک اہم اور ثر ذریعہ تھا۔

اس سفر نامہ کے مصنف ابن فضلان نے چوتھی صدی ہجری (۳۰۹ھ تا ۳۱۰ھ) میں اپنا سفر روس، بلاد سے شروع کیا اور براستہ ہمدان، نیشاپور، مشہد، مرو، آمل، بخارا و بلغار تک پہنچا۔ ابن فضلان ، شاہی وفد کا سربراہ تھا۔ جسے امیر المومنین المقتدر باللہ (۲۹۵ تا ۳۲۰ھ) نے سلافیوں (صقالبہ) کے ر شاہ المش بن یلطوار کی اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے بھیجا تھا۔ جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا :

"دین اسلام سمجھانے اور شریعتِ اسلامی سے واقفیت بہم پہنچانے کے لئے اس ملک میں ایک جماعت بغداد سے روانہ کی جائے، ایک مسجد بنوا دی جائے اور ساتھ ہی ایک قلعہ تعمیر کرایا جائے۔ تاکہ یہاں کے باشندے، یہودیوں کی فتنہ سامانیوں سے محفوظ رہیں۔"

اپنے سفر نامہ میں ابن فضلان نے راستہ میں پڑنے والے علاقوں اور وہاں کے باشندوں پر جو کچھ لکھا ہے سند کی حیثیت رکھتا ہے، مصنف کی دقتِ مشاہدہ نے اس سفر نامہ کو نہایت دلچسپ بنادیا ہے، آج مہذب دنیا میں مروج بعض قدیم دینی اور سماجی رسومات پر بھی جا بجا اشارے ملتے ہیں، سفر نامہ میں جہاں افی نقطۂ نظر سے مقامات کا تذکرہ ملتا ہے۔ وہاں ان علاقوں کے باشندوں کی معاشرتی، معاشی اجتماعی افتی اور دینی زندگی پر بھی معتد بہ مواد ملتا ہے۔ اپنی ان خوبیوں کے باعث یہ سفر نامہ اسلامی دنیا میں خاصا بول ہوگیا تھا۔ خود یاقوت نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "معجم البلدان" میں اس کے متعدد اقتباسات یئے ہیں۔ بعد میں روس و عرب کے تعلقات پر روشنی ڈالنے والے علماء نے بھی اس سفر نامہ پر اعتماد کیا۔ روسی

زبان کے علاوہ متعدد یورپی زبانوں میں بھی اس سفرنامہ کا ترجمہ ہو چکا ہے اور چونکہ یہ سفرنامہ ایرانی جغرافیہ و تاریخ کا ایک مستند سرچشمہ ہے۔ لہٰذا اس کا فارسی ترجمہ نہایت آب و تاب سے ایران میں شائع ہوا ہے۔ اس کے مترجم ابوالفضل طباطبائی ہیں۔ فارسی کا یہ ترجمہ، معلومات افزا مقدمہ اور آخر میں حواشی و تعلیقات نیز فہرست اماکن و رجال و قبائل کے اضافہ کے باعث بہت زیادہ مفید اور قیمتی ہو گیا ہے۔

نذیر حسین صاحب نے جناب علامہ عبدالعزیز المیمنی کی رہنمائی میں اس کا عربی سے اردو میں رواں ترجمہ کر کے اردو سفرناموں میں ایک دلچسپ اور پُر از معلومات سفرنامہ کا اضافہ کیا ہے۔

افسوس ہمیں عربی سفرنامہ کا نسخہ نہ مل سکا۔ ورنہ ہم اس سے ترجمہ کا تقابلی مطالعہ بھی کرتے۔ (عبدالرحمٰن طاهر سورتی)

بقیہ:- معانی القرآن للفراء کی خصوصیتیں

خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ماشاء ربک (سورۃ هود: ۱۰۷)

ترجمہ۔ وہ (مجرمین) ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے جب تک آسمانوں اور زمین کو دوام ہے اس صورت میں کہ تیرا پروردگار چاہے۔

اب الفراء کی بحث ملاحظہ ہو۔ 'الا ماشاء ربک' استثناء سے کیا مراد ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہل النار سے بھی خلود کا وعدہ کیا ہے اور اہل الجنۃ سے بھی؟ اس کی دو طرح پر تشریح ہو سکتی ہے اوّل تو یہ کہ استثناء 'الا ماشاء ربک' ایسا استثناء ہے جس پر عمل نہیں ہوگا جیسا کہ آپ کسی کو کہیں لاضربنک الا ان اری غیر ذلک لیکن آپ کا تہیہ اس کو سزا دینے کا ہو تو گویا اس استثناء پر عمل مقصود نہیں۔ دوم یہ کہ عربی زبان کے ایک قاعدہ کے مطابق جب مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کے برابر ہو یا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے بڑا ہو تو الا اس وقت واو (جمع، اضافہ) کا ہم معنی ہوتا ہے۔

جیسا کہ روزمرہ میں کہا جاتا ہے:

لی علیک الف الا الالفین الذین من قبل فلان یعنی یہ دو ہزار مزید بھی میرے ذمہ واجب الادا ہیں۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ماشاء ربک یعنی ماشاء ربک کا عرصہ مادامت السموات والارض کے عرصہ پر اضافہ ہے استثناء نہیں۔ (مسلسل)